یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے چھپکر شائع ہوتا ہے

REGISTERED L. No 352

اہلحدیث

نمبر ۱۳ جلد [illegible]

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(ا) قیمت پیشگی آنی ضروری ہے۔

(ب) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے۔

(ج) نامہ نگاروں کے مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے۔

شرح قیمت اخبار

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ [illegible]

والیان ریاست سے [illegible]

رؤسا و عہدہ داران سے [illegible]

عام خریداران سے [illegible]

[illegible] ششماہی [illegible]

انڈیا والوں سے [illegible]

اُجرت اشتہارات

بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مالک اخبار اہلحدیث امرتسر ہو

امرتسر یوم جمعہ مورخہ ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری المقدس مطابق یکم فروری سنہ ۱۹۰۷ء

ہز مجسٹی امیر صاحب علیگڈھ کالج میں

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

امیر صاحب کے علیگڈھ تشریف لیجانے کی کیفیت اگرچہ اخباروں میں مشتہر ہو چکی ہے۔ اور اہلحدیث میں بوجہ اسکے کہ ۲۵ جنوری کا پرچہ (بوجہ عید کے) ۱۸ کو [illegible] ہی نکلا تھا۔ اسلئے علیگڈھ کی کیفیت درج نہ ہو سکی۔ لیکن اہلحدیث جس پہلو سے ایسے مضامین لکھتا ہے وہ پہلو خاص اسی کا حصہ ہے علاوہ اسکے ایسی خبر کا اعادہ چونکہ کسی قدر مفید ہو کر شکریہ کا موجب تھا اسلئے چشم دید حالات زیادہ قابل اقتباس ہیں ۱۹ تاریخ کو ساڑھے گیارہ بجے ہز مجسٹی [illegible] کالج میں ہوئے تو استقبال کے لئے طلبائے کالج اور مہمانان علماء [illegible] سب سوا دس بجے سے پا پیادہ کھڑے تھے۔ کالج کے اندر [illegible] سڑک مسقف [illegible] بنائی گئی تھی امیر صاحب نہایت سادگی اور متانت اسلامی سے السلام علیکم و علیکم السلام کرتے ہوئے سیدھے [illegible] تشریف لے گئے ۱۱ بجے سے ۲ بجے تک [illegible] ۱۲ بجے سے بعد مسجد میں نماز ظہر کے لئے تشریف لائے اور خود جماعت کرائی۔

بعد نماز ظہر از خود طلباء کا امتحان لیا جس میں معمولی مسائل نماز وضو کے ان سے پوچھے۔ بعد ازاں کمرہ میں تشریف لائے جہاں ہز مجسٹی کو ایڈریس دیا جانا تھا جہاں سیکڑوں [illegible] چشم براہ تھے۔ امیر صاحب نے کالج کا ملاحظہ اس طرح فرمایا جیسا کوئی اپنی [illegible] تعمیر دیکھا کرتا ہے۔ اس ملاحظہ میں ہر امر کی [illegible] دیکھا اور پوچھا ایڈریس میں معمولی حالات کے سلطنت انگریزی کے امن و امان کی اور حامیان کالج کی امداد کا ذکر۔ بعد ایڈریس ہز مجسٹی نے جواب میں فرمایا۔ تقریر فارسی [illegible] ترجمان اردو ترجمہ کرتا تھا کہ مجھکو جب لوگوں نے اس کالج کی بابت قصہ [illegible] اسلئے ہم واقفی حاصل کرنے کی غرض سے [illegible] انڈیا کا شکریہ ادا کرتے ہیں [illegible] بیگموں کی زبان [illegible] ہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ انگریزی نہ پڑھو [illegible] مگر احکام اسلامی کی تکمیل کے بعد۔ طالب علموں کو اسلامی تعلیم سکھاؤ تو جب [illegible] سے واقف ہو گئے ہوں۔ تو پھر انکو انگریزی پڑھاؤ۔ ہم نے بھی افغانستان میں ایسا ہی مدرسہ جاری کیا ہے۔ [illegible] فرمایا معتبر راوی کا بیان ہے کہ کالج میں داخل ہوتے امیر صاحب نے [illegible]

SOHDRA 2 FE. 07

ahmadimuslim.de

پسر نوح با بدان بنشست ✤ خاندان نبوتش گم شد

نتیجہ۔ کالج کو یہ کامیابی مبارک ہو۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ کامیابی کمون ہوئی اور کس علم کیوجہ سے ہوئی واقعات صاف شہادت دیتے ہیں یہ کامیابی صرف اسیوجہ سے ہوئی کہ چند لڑکون نے مذہبی مسائل نماز روزہ کے متعلق جوابات اچھے دئیے۔ تو کیا اسکا نتیجہ یہ نہیں کہ کالج بھی باوجود اسکے کہ مذہبی تعلیم کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے اسی حقیر تعلیم ہی سے نیک نتیجہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے عرصہ ہوا نواب محسن الملک بہادر نے ایک ماتم کے موقع پر بموجودگی ڈاکٹر اشرف خان صاحب علیگڈہی اور مولوی یوسف علی صاحب سفیر انجمن حمایت اسلام لاہور میری بات کیجواب میں فرمایا تہا کہ ہم کیا کرین۔ اگر ہم زیادہ توجہ دینی تعلیم کیطرف کرتے ہیں تو ہمارے ممبر ناراض خفا ہوکر کہتے ہیں کیا تم مذہبی تعلیم سے کالج کو برباد کرنا چاہتے ہو؟ غالباً نواب صاحب معلوم ہو ایسے ٹرسٹیون (ممبران) کے جواب دینے کے لئے امیر صاحب کی تقریر اور تحریر کافی ہوگی۔ اور نواب صاحب اونکو قائل کر سکینگے کہ ہز میجسٹی کے آنے پر جو کچھ ہم کو کامیابی ہوئی ہے۔ وہ مذہبی تعلیم ہی کے صدقے سے ہوئی ہے ہز میجسٹی کے ورود سے غالباً یہ مسئلہ بھی ممبران کالج کی سمجھ میں آگیا ہوگا۔ کہ جماعت علماء اور دینی تعلیم ایسی بیکار چیز نہیں۔ جیسی کہ بقول نواب صاحب ممبران کالج سمجھتے تھے بلکہ اسکے بہتر سے بہتر نتائج اسی دنیا میں بھی نکلا کرتے ہیں ؎

کہتا ہو کون نالۂ بلبل بے اثر ہے ✤ پردہ میں گل کے لاکھ جگر چاک ہوگئے

ہم نے اس جلسہ میں جس بات کا تجربہ کیا ہے۔ وہ بھی ظاہر کئے دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ نواب محسن الملک کی قابلیت اور لیاقت (ویسے) میں تو کلام نہیں مگر سخت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ کے ماتحت اونکی قابلیت کو نہیں پہنچ سکتے جیسے آپکا اشاف اور عملہ آپکے منشاء کو پورا کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ مثال اسکی یہ ہے کہ علماء کرام اور مشائخ کو جس غرض سے جلسہ میں مدعو کیا گیا وہ تو نواب صاحب کی ایک نہایت ہی دور اندیشی اور کالج کی بہتری پر مبنی تہی۔ مگر ناظرین جب یہ سنینگے کہ انہی علماء کو بلا کر کسی خاص خاطر سے نہ بلا (؟) لیا گیا۔ یہانتک کہ کسی ایک عالم کو بھی ٹکٹ داخلہ بھی نہیں بھیجا تو انہیں سخت افسوس ہوگا اس طرف پر طرہ یہ کہ مولوی عبداللہ صاحب مدرس اول دینیات (جنکے سپرد علماء کرام کا انتظام تہا انہون) نے مجہکو بیان کیا کہ سکتا ہون۔ رات ۳ ۲ ٹکٹون کے لئے فہرست بنا کر دفتر اعلی میں بھیجی گئی۔ وہان سے فلان صاحب نے بجائے ٹکٹ بھیجنے کے حکم دیا کہ جاؤ ان کے کھانے کا انتظام کرو۔ جب ٹکٹون سے مایوسی ہوئی تو علماء کرام نے اتفاق کیا کہ جائینگے تو اکٹھے جائینگے نہ جائینگے تو سب نہ جائینگے۔ چنانچہ سب علمائے کرام بیٹھے رہے

یہانتک کہ شیخ جان محمد صاحب رئیس ہوشیارپور کا آدمی مجہکو بلانے آیا تو میں نے اسے کہا کہ یہان اتفاق ہوگیا ہے۔ جبتک سب کو داخل نہ کیا جائیگا نہیں جائینگے شیخ صاحب موصوف نے مسٹر آفتاب احمد جائنٹ سکریٹری کالج سے کہا تو انہوں نے کہا جاؤ۔ اُن کو لے آؤ۔ لیکن میں نے داخل ہونے سے پہلے پہر بھی انکار کیا جبتک کہ جائنٹ سکریٹری سے پختہ وعدہ نہ لے لیا کہ ہم آدمی بھیجکر سب کو بلا لیتے ہیں۔

تم ہم جانتے ہیں کہ ایسے بڑے کامون میں غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں مگر ایسی غلطی کہ مسلمانون علماء کی جماعت کو دور دراز ملکون سے بلایا جائے اور وہ بیچارے اپنی غربت میں بھی محبت قومی میں حسب حیثیت اپنا کرایہ خرچ کرکے کالج کی دعوت کو قبول کرین۔ مگر کالج کے منتظمین کی طرف سے یہ سلوک ہو کہ اب ٹکٹ نہیں ہے کیا اُن کا فرض نہیں تہا۔ کہ پہلے سے سوچکر بلاتے اور جن لوگون کیطرف سے قبولیت پہنچ چکی تہی اُن کے لئے ٹکٹ محفوظ رکھو دیتے۔ ہان رکھو ہوگئے مگر ان لوگون کے لئے جو انپر مذاق کے ہون کیا بلا کر مہمانون کی یہی خاطر ہوتی ہے آہ ؎

ہوتا تہا کبھی مسلم تا عدو کا ✤ یہ تیسرے زمانے میں دستور نکلا

علاوہ اسکے مہمانون کو رخصتی یہ تھی تو ۱۰ جنوری کی دوپہر تک گھر والے گئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۰ کی دوپہر تک مہمان نوازی کالج کے ذمہ ہو مگر افسوس ہے کہ ۱۰ کی دوپہر تو کیا صبح ہی یہ کیفیت تہی کہ مہمانون کو سٹیشن تک پہنچانے کے لئے کوئی سواری ملتی تھی۔ کیکرل والنٹیر۔ نہ کرایہ پر نہ مفت اپنی اپنی گٹھڑی اٹھا کر اور چل دیتے حالانکہ فرض میزبانی سے تو کیا معمولی اخلاق سے بھی بعید ہے اگر شہر کا موقعہ ہوتا تو اتنی شکایت نہ ہوتی کیونکہ شہر میں سواری مل سکتی ہے کالج میں کہان سے ملے؟

اور سنئے انہو میجسٹی امیر صاحب ٹہیک سواگیارہ بجے تشریف لائے مگر مہمانون اور طالبعلمون کو دس بجے سے کہیرا گیا کامل سوا گھنٹہ بلا وجہ ٹھہرے رہے جنہیں لڑکے ہی تیجے طاقتور کمزور سب ہم کرتے۔ کیا اس تکلیف کا دفعیہ اور انتظام یہ نہو سکتا تہا کہ کل کیچمٹ دو طرف لگائے جاتے جنپر سب لوگ بیٹھ جاتے جب امیر صاحب تشریف لاتے تو ان کی استقبال کو کہڑے ہو جاتے۔ ہمارے اس لکھنے سے غرض صرف نکتہ چینی نہیں بلکہ اپنا ادائے فرض ہے اور شکایت واقعی ہونے کی صورت میں آئندہ کی لئے احتیاط کا سبق ہو ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

قابل توجہ نو تعلیم یافتگان آج نو تعلیم یافتگان عربی خوان علماء ناکارہ اور بدمعاش تفرقہ قوم سمجھا کرتے ہیں جسے ہم بھی ایک حد تک صحیح مانتے ہیں اور ہم ذرا فضول سمجھ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کے بہت سے افراد اسی قسم کے

ahmadimuslim.de

ہیں مگر اس میں بھی شک نہیں کہ اس زمانہ میں جو کچھ بھی ترقی پرانی اور نئی تعلیم کو ہو رہی ہے وہ انہی علماء کی جماعت کے ہاتھوں سے ہے کس بی اے یا ایم اے نے علیگڈھ کالج کی بنیاد ڈالی اور اسی پرانے طریق کے عربی خوان نے کس گریجوایٹ نے حائث اسلامیہ ہائیسکول بنایا؟ اسی پرانے طریق کے عربی خوان مولوی حمید الدین صاحب مرحوم نے۔ اب آئندہ کو اگر تعلیمیافتگان نے کچھ کیا تو اسپر یہ کہنا بجا ہوگا ؎

یہ انہی طرز فغان بلبل نالان ہے ❊ گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہم سے

کرشن قادیانی

کی بابت جو خیال اہلحدیث ۱۱ جنوری میں منشی سعد اللہ مرحوم کے انتقال پر ظاہر کیا گیا تھا کہ کوئی نہ کوئی پیشگوئی گھڑ لینگے وہ صحیح ثابت ہوا۔ الحکم میں ایک لمبا چوڑا مضمون نکلا جسکا جواب اہلحدیث میں آئندہ ہفتہ نکلیگا۔ انشاء اللہ۔

آریہ سماج کی موت

گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ❊ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

مہاشہ دہرمپال نے اپنے رسالہ اندر میں تو مون کی زندگی اور موت پر ایک مستقل آرٹیکل لکھا ہے جس میں اصولاً ہم بھی متفق ہیں تو مون کی زندگی کے اصول چار بتلائے ہیں۔ ایک بیرونی دشمن کی مخالفت دوم اندرونی طاقت لینے مطابق وقت اُس تمدن کے عمل کرنا۔ یہ بتلا کر پھر بتلایا ہے کہ آریہ سماج کی مدافعت کا پہلو تو ایسا زبردست ہے کہ تمام مذاہب میں ہلچل ڈال رکھا ہے (جیسے چنے کے ٹانبے سے پہاڑ میں زلزلہ آیا کرتا ہے) مگر اندرونی طاقت بالکل کمزور ہے۔ اسلئے آریہ سماج کی موت بہت قریب ہے۔ پھر ان وجوہات کی تفصیل کی ہے۔ جن پر نظر کرنے سے ہمیں بھی صدمہ ہوتا ہے۔ سب تفصیل کے نقل کرنے کی تو گنجائش نہیں۔ البتہ ایک دو وجوہ جو مہاشہ دہرمپال نے آریہ سماج کی موت کی زبردست لکھی ہیں ہم بھی نقل کرتے ہیں آپ لکھتے ہیں:۔

خوفناک خطرہ۔ آریہ سماج کو موت کے منہ میں لیجانے والا ایک اور خوفناک خطرہ یہ ہے کہ آریہ سماج مورتی پوجا شرادہ تیرتھ یاترا۔ گنگا اشنان سے پاپوں کا دور ہونا۔ جادو ٹونہ قبر پرستی۔ مردم پرستی وغیرہ کا بڑے زور شور سے کھنڈن کر رہا ہے مگر خود آریہ سماج کے اندر آریہ سماج کی آبادی کا اگر نصف حصہ نہیں تو کم از کم ایک تہائی حصہ تو ابھی بدستور تیرتھ پوجک۔ جادو ٹونہ کرنے والا۔ مردم پرستی وغیرہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا اور گنگا اشنان آدمی سے پاپوں کی نورتی ماننے والا موجود ہی۔ شاہ مان! شاہ مان!! یہ تو بڑا سخت جھوٹ ہے۔ نہیں نہیں یہ جھوٹ نہیں ہے بلکہ سچ ہے آریہ سماج کی آبادی کے اس حصہ سے ہماری مراد استریوں کی آبادی ہے کون نہیں جانتا کہ آریہ پرشوں کی استریوں کی عموماً کیسی خوفناک حالت ہی۔ چند ایک گنتی کی شالوں کو مستثنیٰ کر کے باقی سب کی سب اُن ہی پرانی زنجیروں میں جکڑی پڑی ہیں۔ جنمیں کہ کبھی اُن کے پتی جکڑے ہوئے تھے۔ پتی آریہ سماج میں آ گئے۔ مگر استریاں ان کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہاں! ہاں!! بیشک اُن کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ آگے سے ہی ان وہم آرینا۔ رشی دیانند استری جاتی کی اوپہوگتی سے واقف تھے اسلئے بمبئی سماج کے نیم بناتے وقت چھٹے نیم میں انہوں نے جیسا پرشوں کو سماج کا سبھاسد بننے کی ہدایت کی ویسے ہی ان کی استریوں کو بھی سبھاسد بنانے کی تاکید کی ہے۔ بتاؤ کونسا آریہ سماج ہے۔ جہاں مردوں کیساتھ ممبروں کے رجسٹر میں اُن کی استریوں کے نام بھی موجود پائے جاتے ہوں کونسا سماج باقی نہیں ہے جہاں مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی سبھاسد بنانا اچھا سمجھا جاتا ہو۔ جن پرشوں کے پرانے سنسکار دور نہیں ہوئے وہ کیونکر گوارا کر سکتے ہیں۔ کہ جن استریوں کو وہ پاؤں کی جوتی سمجھتے چلے آئے ہیں اور جن کو وہ خیال قید خانہ گھر کی چار دیواری میں مقید رکھتے چلے آئے ہیں۔ وہ آج ویدک دھرم کو گرہن کر کے اُن کے ساتھ برابر کرسی پر بیٹھ سکیں۔ یا سماج کے کاموں میں اپنی آزادانہ رائے کا اظہار کر سکیں۔ آریہ سماج نے اگر ان کیلئے کچھ کیا تو یہ کہ جیسے سکھوں نے رنڈیوں کی پنکتی علیحدہ کر دی تھی ویسے ہی آریہ سماج نے استریوں کے لئے استری سماج علیحدہ کر دیا۔ سماجوں کے سالانہ جلسوں کے نوٹس چھپے ہوں۔ کیا دیکھتے ہیں؟ فلاں فلاں تاریخ آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ہوگا اور فلاں تاریخ کو استری سماج کا جلسہ ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ استریوں کی موجودہ پوزیشن آریہ سماج سے بالکل علیحدہ ہے۔ اگر کہیں مردوں کے جلسہ میں ان غریبوں کو آنے کی اجازت ملتی ہے تو ان کو اسٹیج پر مردوں کے پیچھے چھپا کر بٹھایا جاتا ہے کہ کہیں اُن کو باہر کی ہوا نہ لگ جائے یہ شرم کا مقام ہے کہ ایک ہندو مذہب عورت کے آگے عیسائی ہو جاتا ہے۔

۱؎ اجتہاد و تقلید کا مضمون آئندہ ہفتہ درج ہوگا (ایڈیٹر) ؛ ہنود۔ مہاشہ جی! قانون قدرت کا مقابلہ سہل نہیں قانون قدرت ہے ؎ جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آ ہی جاتی ہے (ایڈیٹر)

سکل کر اوسکی صورت پر دہ کے جیلخانہ سے نجات پاکر انکے ساتھ تازہ ہوا کھانیکی
مستحق بنجاتی ہے مگر یہان سینکڑون کیا ہزارون لاکھون آدمی آریہ سماج مین آ گھُسے
لیکن اُن کی استریون کو جیلخانہ سے رہائی نہ ملی ۔"

آپدیشک ۔ دیکھو ایک جہاز یا سوسائیٹی کی کشتی کو چلانے کا فرض
زیادہ تر اس سوسائیٹی کے اوپدیشکون یا واعظون پر ہی ہوتا ہے ۔ گو
منوجہاراج نے آپدیش یا پرچار کا کام برہمنون اور خاص کر سنیاسیون
کا فرض ٹھیرایا ہے کیونکہ سنیاسی تمام علائق سے بیخبر ہو کے کاروبار سے بیگانہ
ہو کر ستیہ کا پرچار کر سکا کرتے ہین گرہستی اوپدیشکون کو کئی قسم کے خیالات
بعض اوقات ستیہ کے کہنے سے مانع ہو جاتے ہین مگر موجودہ زمانہ مین
جبکہ سچے سنیاسیون کا ابھاؤ ہو ۔ کیا کیا جا سکتا ہے مجبوراً یہ کام گرہستیون
کے سر پر ٹھیر رہا ہے آریہ سماج کے وہ تمام اوپدیشک جو سرگرمی اور تندہی
سے پرچار کا کام کر رہے ہین درحقیقت قابل تعریف ہین مگر وہ اوپدیشک
جو سرگرمی سے آریہ سماج کا بیڑا غرق کر رہے ہین ایسے خوفناک وجود ہین
کہ جن سے سماج کو ایسا ڈرتے رہنا چاہئے جیسا کہ وہ آدمی زہریلے سانپ
سے ڈرتا ہو ۔ سانپ کا رنگ بہت خوشنما اسکی آواز بھی میٹھی مگر اوس کے اندر
جو تھیلیان ہین وہ سم قاتل جسم مین پہنچانے کے بغیر نہین رہ سکتین لوگ شاید
بول اٹھین کہ تم بیوجہ آریہ سماج پر نکتہ چینی کر رہے ہو ۔ حتّی کہ اوسکے اوپدیشکون
کو بھی لتاڑ رہے ہو ۔ مگر وہ ڈبل حیران ہو نگے ۔ جبکہ اُن کو بتایا جائیگا کہ
آریہ سماج مین ایسے ایسے اوپدیشک بھی گھس بیٹھے ہین جو آریہ سماج کا دیتہ
کھا رہے ہین اچھے اچھے منتر یا سمرت بھی دے سکتے ہین آریہ سماج کی تعریف
بھی کر دیتے ہین مگر پرائیویٹ طور پر بات چیت کرو تو پتہ لگیگا ۔ کہ وہ آریہ سماج
کو چوہڑون اور بھنگیون کی منڈلی سمجھکر درپردہ اس سے نفرت کر رہے ہین ۔
یہی نہین بلکہ رشی دیانند کو مکار بتا رہے ہین آہ ! ایسے خوفناک زہریلے سانپون
کو دودھ پلایا جاتا ہے ۔"

داخلہ :۔ آریہ سماج کیون ترقی نہین کرتا ۔ یا کیون دن بدن پیچھے کو جا رہا ہے
اسکی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ لوگون کو اس مین داخل ہوتے وقت کوئی
قواعد نہین کرنی پڑتی آریہ سماج اس بھرتی کی ترنگ مین کچھ ایسا مست ہو گیا ہے
کہ وہ لوگون کے دلون کو دیکھنے کی بجائے اُن کے پیٹ یا جیب کو دیکھنے لگ
گیا ہے ۔ دلون کو بہ بیداری نہین دیکھاتی بلکہ پیٹ یا دانی یا منتری یا دیگر عہدون

پر چھوتا پیٹ یا جیب کو جگہ دی جاتی ہے تو کون نہ راج ایسے مہاراج بڑے ہو سکتا ہے
ہین ۔ واہ یہ تو ہماری سماج کے پردھان بننے کے لائق ہین یہ وکیل یا بیرسٹر صاحب
اگر منتری بن جائین ۔ تو سماج کا رعب داب بڑا جم جائیگا ۔ کچھ مضائقہ نہین ۔
اس پیٹ کے اندر کتنا ہی سیر انس روز جاتا ہے ۔ کچھ مضائقہ نہین وکیل صاحب
روز کتنے ہی جھوٹے مقدمات ڈالتے ہین تو سماج کا کیا ٹھاٹھ تو ہے ۔ اس بھرتی اور
اس انتخاب کا نتیجہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ جب کبھی توقع بیدار ہو تم سے بیٹھے الو
لوگ ڈرا اعمال کرتے ہین تو وہ دوسرے لوگ اُن کی دہشت کہو یا رعب کہو یا
آریہ سماج کو ضعف کہو ۔ یا کسی دوسری وجہ سے آگے سے اُف تک نہین کرتے
ہی نہین بلکہ آریہ سماج کو اس بھرتی سسٹم نے ایک اور سخت نقصان پہنچایا
ہے ۔ وہ یہ کہ بھرتی کو مد نظر رکھتے ہوئے سکھون یا دیگر پورانکون کو بلا تمیز
اجازت دیگئی کہ وہ اپنے پرانے مت کے نشانات ترک کرکے یا نہین اپنے
اندر گھسنے کی اجازت دی جاتی ہے ۔ یہ سنگھ صاحب کہتے ہین وہی کیس اور
وہی کڑا اور کچھہ ۔ یہ فلان پورانک ہین ۔ وہی کنٹھی اور رودراکش کی
مالا ۔ اور وہی آم تریان کا پاٹھ ۔ مگر ہین پکے آریہ سماجی ۔ مہاراج بڑے دھرما
اور پکے مہاشے ہین ۔ ان مہاشون اور کمیون کے دھرم ہما اور پریم کا نتیجہ
یہ ہوا کرتا ہے اور یہ ہو چکا ہے کہ جب آریہ سماج مین ذرا دال گلتی نظر نہ آئی تو جھٹ
سکھون یا پورانکون مین جا گھُسے اور اگر دیانند کو پیٹ بھر کر گالیان اور دیگر
دھرم کو بدنام کرنے ۔ اگر ان لوگون کے نکالدینے اور گنہگارون کی آریہ سماج مین داخل ہونے
کے ساتھ ہی صفائی ہو گئی ہوتی ۔ تو وہ واپس جانے کی اتنی جرات نہ کر سکتے
مگر وہ اندر سے پرانے مت اور باہر سے ویدک دھرم کے نام لیوا رہے آخر انہون
نے وہ کیا جو کہ کیا ۔ آریہ سماج کا تو دن بدن لگ رہی ہین مگر وہ پھر بھی کروٹ
نہین بدلتا ۔ مبادا بھرتی کم ہو جاوے ۔ اس قسم کی بھرتی نے ہی عیسائیت کا
بیڑا غرق کیا اس قسم کی بھرتی نے ہی اسلام کو دریائے گنگا کے دہانے مین ڈبویا ۔*
اگر اس بھرتی کو کسی حد تک جذب کرنے یا قابو مین رکھنے کی کوشش نہین
کی جائیگی ۔ تو یہی بھرتی آریہ سماج کا بیڑا غرق کر دیگی بلکہ ڈبو رہی ہے انتظام ہو سکتا
بشرطیکہ داخلہ کے لئے پیٹ اور جیب کی بجائے دل کو مقدم سمجھا جاوے ۔"

(اندر' بابت اگست ۱۹۰۶ء)

ہم تو آریہ سماج کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے ۔ کیونکہ اسکی طفیل سے ہمارا
بار ہا سوتم ملا ۔ کہ ہزار ہا بندگان خدا کو جو قرآن شریف کا مصحف تو کیا دیکھنا بھی

* تمہارا مونہ ہے (ایڈیٹر)

ahmadimuslim.de